

عالمی مجلسِ تحفّظِ ختمِ نبوّت ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ

وہ دو دن اور دو راتوں کے بعد واپس لوٹا ہے۔ اس کا جسم تھکن سے چور ہے۔ اس کے اعضاء اس سے سکون طلب کر رہے ہیں۔ اس کی آنکھیں اس سے نیند کا سوال کر رہی ہیں۔ اس کی ابھرتی ہوئی جوانی' وجیہہ چہرہ اور کندھے پر لٹکی ہوئی کلاشنکوف دیکھ کر مرشد اقبالؒ کا وہ رزمیہ کلام پڑھنے کو جی چاہتا ہے

یہ غازی یہ تیرے پراسرار بندے
جنہیں تو نے بخشا ہے ذوق خدائی
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی
دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی!
شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

○

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن
گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان
قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان
جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو' وہ شبنم
دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان

وہ ایک پہاڑ کی چھوٹی سی کھوہ میں آکر بیٹھ گیا ہے۔ جہاں وہ بیٹھا ہے' اس سے دو فٹ کے فاصلے پر پتھر کی نوک سے ۸۸ کا ہندسہ لکھا ہوا ہے۔ وہ آتے ہی اپنے ہاتھ سے ۸۸ کا ہندسہ مٹا کر ۹۳ کا ہندسہ لکھ دیتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اس کشمیری گوریلا فائٹر نے پہلے ۸۸ ہندو جہنم واصل کیے تھے' اب تازہ شکار کرنے کے بعد ان کی تعداد ۹۳ ہو گئی ہے۔ وہ

پندرہ بیس منٹ ستانے کے بعد پہاڑ کی کھوہ سے باہر نکلا تاکہ اردگرد کا جائزہ لے سکے۔ باہر کشمیر اپنے فطرتی حسن کا جادو جگا رہا تھا۔ اس کے قریب ہی ایک شفاف پانی کی ندی گنگناتی ہوئی اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھی۔ سارا دن روشنیوں کی بزم سجا کر سورج ایک سرخ گولے کا روپ دھار کر مغرب کی گود میں سونے کے لیے جا رہا تھا۔ چرواہے اپنی مسحور کن مخصوص آواز میں بھیڑ بکریوں کو پہاڑی چراگاہوں سے اپنی جانب بلا رہے تھے۔ صبح سویرے رزق کی تلاش میں نکلے ہوئے پرندے ٹولیوں کی صورت میں واپس اپنے آشیانوں کی طرف لوٹ رہے تھے۔ آسمان کی وسعتوں میں کہیں کہیں سفید آوارہ بادل تیر رہے تھے۔

مغرب کی نماز کا وقت ہوا تو شیر خان نے قریبی پہاڑی ندی سے وضو کیا اور زمین پر ایک چھوٹی سی چادر بچھا کر اپنے رب کے دربار میں حاضر ہو گیا۔ نماز سے فراغت کے بعد شیر خان نے اپنے ہاتھ دعا کے لیے پھیلا دیے اور اپنے مالک سے راز و نیاز کی گفتگو کرنے لگا۔ دعا کے بعد اس نے اپنے ہاتھ چہرے پر پھیرے ہی تھے کہ اسے دور سے کوئی شخص اپنی جانب دوڑتا ہوا نظر آیا۔ اسے آتا دیکھ کر شیر خان چیتے کی طرح چوکنا ہو گیا اور اپنی کلاشنکوف کی نالی اس کی طرف سیدھی کر لی۔ لیکن قریب آنے پر اسے دیکھ کر شیر خان کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اور اس نے آگے بڑھ کر اس کا استقبال کیا اور اسے زور سے سینے سے لگا لیا۔ آنے والا اس کا مجاہد ساتھی تھا، جو اس کے لیے ایک اہم پیغام لے کر آیا تھا۔ آنے والے مجاہد نے اسے بتایا کہ ہمیں ابھی ابھی خبر ملی ہے کہ بھارتی فوجیوں کی مدد کے لیے اسرائیلی کمانڈوز کشمیر پہنچ گئے ہیں اور وہ ڈل جھیل کے کنارے ایک ہاؤس بوٹ میں مقیم ہیں۔ آج ہمارا ان پر شب خون مارنے کا پروگرام بن چکا ہے۔ تم رات بارہ بجے فلاں مقام پر پہنچ جانا۔ کمانڈر کی ہدایات کے بعد ٹھیک رات اڑھائی بجے حملے کا پروگرام ہے۔ پیغامبر پیغام دے کر چلا گیا۔

عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد شیر خان تھوڑی دیر کے لیے سو گیا۔ وہ ٹھیک بارہ بجے بتائے ہوئے ٹھکانے پر پہنچ چکا تھا۔ وہاں پر پہلے سے پہنچے ہوئے مجاہد اس کا انتظار کر رہے تھے۔ سب مجاہد ایک دوسرے سے بغلگیر ہوئے، ایک دوسرے کی خیریت دریافت کی، پھر باقاعدہ میٹنگ کا آغاز ہوا۔ سارے پروگرام کو حتمی شکل دی گئی۔ کمانڈر نے سب مجاہدین کو حکم دیا کہ وہ دو نفل صلوۃ حاجت ادا کریں۔ سب نے صلوۃ حاجت ادا کی۔ اس کے بعد کمانڈر نے ایک ولولہ انگیز اور جہاد پرور تقریر کی، جس نے مجاہدین میں ایک نیا جوش اور جذبہ پیدا کر دیا۔ اس کے

بعد کمانڈر نے اپنی مہم کی کامیابی کے لیے ایک رقت انگیز دعا مانگی' جس سے مجاہدین کی آنکھیں بھیگ گئیں۔ سوا دو بجے سات مجاہدین پر مشتمل یہ قافلہ ڈل جھیل کی طرف روانہ ہوگیا۔ ڈل جھیل تک پہنچنے کے لیے مجاہدین نے ایک انتہائی محتاط راستہ اختیار کیا۔ وہ پھونک پھونک کر قدم رکھ رہے تھے۔ ان کے راستے کی سب سے بڑی مشکل ایک چھوٹی اور عارضی فوجی چوکی تھی' جہاں پر چھ ہندو فوجی تعینات تھے۔ مجاہدین نے دور سے چوکی کو دیکھا تو انہیں کوئی فوجی نظر نہ آیا۔ آخر شیر خان کی بہادری اور جنگی مہارت کو دیکھتے ہوئے کمانڈر نے اس کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ چپکے چپکے جائے اور چوکی کا جائزہ لے کر آئے۔

شیر صفت شیر خاں نے بصد خوشی اس چیلنج کو قبول کیا اور کلاشنکوف کندھے پر لٹکائے چیتے کی پھرتی سے اپنے ہدف کی طرف روانہ ہوگیا۔ وہ پھونک پھونک کر قدم اٹھاتا بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ جب چوکی تقریباً دو سو فٹ کے فاصلے پر رہ گئی' تو وہ کہنیوں کے بل رینگتا ہوا چوکی کی طرف بڑھنا شروع ہوا۔ چوکی کے قریب جا کر وہ دیکھتا ہے کہ وہاں ایک بلب روشن ہے' جس کی روشنی میں اسے تین ہندو فوجی صاف نظر آ رہے تھے۔ تینوں کے ہاتھوں میں شراب کی بوتلیں تھیں اور وہ جام سے جام ٹکراتے ہوئے غٹاغٹ شراب پی رہے تھے۔ شیر خان چند قدم مزید آگے بڑھا اور اس نے دیکھا کہ تینوں ہندو فوجی بری طرح شراب میں بدمست ہو چکے ہیں اور انہیں اپنے آپ کا ہوش نہیں۔ ہندو فوجیوں کے پاس بہت سی شراب کی خالی بوتلیں بکھری پڑی تھیں' جو بلب کی روشنی میں چمک چمک کر اپنے وجود کا اظہار کر رہی تھیں۔ اتنی زیادہ تعداد میں خالی بوتلوں سے شیر خاں نے اندازہ لگایا کہ باقی تین ہندو فوجی شراب کے نشہ سے چور ہو کر اندر کمرے میں پڑے ہوں گے۔ جوش میں آ کر اس کا جی چاہا کہ وہ ایک ہی یلغار میں ان سارے ہندو فوجیوں کو واصل جہنم کر دے لیکن امیر کی اطاعت نے اسے ایسا کرنے سے روک دیا۔

وہ انتہائی احتیاط سے واپس پلٹا اور کمانڈر کو ساری صورت حال سے آگاہ کیا۔ کمانڈر نے سب کو بلایا اور فوجی چوکی پر چپکے سے بجلی کی سرعت سے حملہ کرنے کا پروگرام بنایا۔ مجاہدین احتیاط کا دامن تھامے چھپتے چھپاتے چوکی کی طرف بڑھے اور چوکی کے قریب پہنچ کر انہوں نے رینگنا شروع کر دیا۔ کمانڈر' جس کا نام خالد تھا' مجاہدین کی قیادت کر رہا تھا۔ چوکی کے بالکل قریب پہنچ کر کمانڈر خالد نے ہندو فوجیوں اور گردونواح کا جائزہ لیا' پھر اس نے ہاتھ کے اشارہ

سے حملہ کا سگنل دیا۔ مجاہدین طوفانی لہروں کی طرح بپھرے ہوئے ان پر لپکے اور آناً" فاناً" انہیں دبوچ لیا۔ تین مجاہدین نے کمرے میں پڑے شراب کے نشے میں دھت فوجیوں کو قابو کرلیا اور پھران سب کے منہ اور آنکھوں پر پٹیاں باندھ دی گئیں اور ان کے ہاتھ الٹی طرف باندھ دیے گئے اور پھر شیر خان نے بے آواز پستول سے ان مردودوں کو جہنم واصل کر دیا۔ اب شیر خان کا سکور ۹۹ ہو چکا تھا۔ مجاہدین نے فوجیوں سے حاصل کردہ اسلحہ قریب ہی ایک محفوظ مقام پر چھپا دیا تاکہ آپریشن سے واپسی پر اسے وہاں سے حاصل کر سکیں۔

اب مجاہدین کا رخ اپنے اصل ہدف ڈل جھیل کی طرف تھا۔ وہ ڈل جھیل کے قریب پہنچ گئے اور عقاب کی آنکھوں سے ہاؤس بوٹ کا جائزہ لینے لگے اور پھر بجلی کی پھرتی سے ہاؤس بوٹ کو گھیرے میں لے لیا۔ کمانڈر خالد نے اپنی گرجدار آواز میں ہاؤس بوٹ میں چھپے ہوئے کمانڈوز کو ہتھیار پھینکنے کا حکم دیا' لیکن اندر سے کوئی جوابی آواز نہ آئی۔ اسرائیلی کمانڈوز کو گرفتار کرنے کے لیے جونہی شیر خان ہاؤس بوٹ میں داخل ہونے لگا تو ایک اسرائیلی کمانڈو نے اس پر کلاشنکوف کا فائر کھول دیا۔ گولیاں اس کے جسم کو چھلنی کرتی ہوئی نکل گئیں اور وہ خون میں نہا گیا' لیکن شیر خان کی فوری جوابی فائرنگ سے اسرائیلی کمانڈو بھی وہیں ڈھیر ہو گیا۔۔۔ اور پھر سب مجاہدین کی جوابی فائرنگ سے خاموش فضا خوفناک تڑتڑ سے گونج اٹھی۔ اسرائیلی کمانڈوز کی جانب سے فائرنگ بند ہو گئی اور وہ ہاؤس بوٹ کے ایک کونے میں دبک کر بیٹھ گئے۔ فضا میں پھر کمانڈر خالد کی گرجدار آواز گونجی اور اس نے اسرائیلی کمانڈوز کو خبردار کیا کہ اگر تم نے خود کو ہمارے حوالے نہ کیا تو ہم ابھی دستی بموں سے ہاؤس بوٹ کے پرخچے اڑا دیں گے۔ یہ اعلان سن کر اسرائیلی کمانڈوز نے خود کو مجاہدین کے حوالے کر دیا۔

اسرائیلیوں کی کل تعداد آٹھ تھی' جن میں سے ایک شیر خان کے ہاتھوں ہلاک ہو چکا تھا۔ مجاہدین نے انتہائی عجلت سے ان کمانڈوز کے ہاتھ الٹے باندھے اور ان کے منہ اور آنکھوں پر پٹیاں باندھ دیں اور انہیں ہانکتے ہوئے اپنے ایک خفیہ مقام پر لے آئے۔ دو ساتھیوں نے اپنے ہاتھوں میں زخمی شیر خان کو اٹھایا ہوا تھا' جو شدید زخمی تھا۔ خفیہ مقام پر پہنچتے ہی مجاہدین نے اسرائیلی کمانڈوز سے پوچھ گچھ کا سلسلہ شروع کر دیا۔ مجاہدین اس بات پر سخت حیرت میں تھے کہ ان کے قیدی اسرائیلیوں کی طرح گورے چٹے نہیں بلکہ گندمی اور سانولے رنگ کے ہیں۔ ان کے نقوش اور چہرے مہرے بھی اسرائیلیوں جیسے نہیں۔ اس

کے علاوہ وہ عربی بھی نہیں بول سکتے تھے' صرف انگریزی میں بات چیت کرتے تھے۔ مجاہدین کی ڈانٹ ڈپٹ پر انہوں نے بتایا کہ وہ پنجابی اور اردو بڑی روانی سے بولتے ہیں۔ مجاہدین نے ان سے کہا کہ تم اسرائیلی معلوم نہیں ہوتے--- پھر ہمارے مخبر نے تمہیں اسرائیلی کیوں کہا؟

ہلکے تشدد کے بعد انہوں نے انکشاف کیا کہ وہ قادیانی ہیں اور ان کا تعلق پاکستان سے ہے۔ وہ اسرائیلی فوج میں باقاعدہ بھرتی ہیں اور انہوں نے گوریلا ٹریننگ اسرائیل سے ہی حاصل کی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ اس وقت اسرائیلی فوج میں ایک ہزار قادیانی بھرتی ہیں۔ انہوں نے مجاہدین کو یاد دلاتے ہوئے کہا کہ بھٹو دور میں قومی اسمبلی میں یہ ہنگامہ خیز آواز اٹھی تھی اور مولانا ظفر احمد انصاری نے قومی اسمبلی کو بتایا تھا کہ اسرائیل میں چھ سو قادیانی فوجی بھرتی ہیں۔ مولانا نے اس سلسلہ میں قومی اسمبلی کے ممبران کو دستاویزی ثبوت بھی دکھائے تھے۔ انہوں نے مجاہدین کو بتایا کہ بھارت کی مدد کے لیے کئی اور محاذوں پر بھی قادیانی جاسوسی اور فوجی خدمات پر مامور ہیں۔ پاکستان اور آزاد کشمیر میں اعلیٰ عہدوں پر جو قادیانی بیٹھے ہیں' ہمارے ان کے ساتھ مسلسل رابطے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ نسلاً "اسرائیلی کمانڈوز کی بجائے انہیں صرف اسی لیے بھیجا گیا ہے کہ وہ شکل سے ہندوستانی معلوم ہوتے ہیں اور کوئی شخص ہمیں چہرے کی شناخت سے اسرائیلی نہیں کہہ سکتا۔ مجاہدین نے اسرائیلی کمانڈوز سے مزید معلومات حاصل کرنے کے لیے انہیں اپنے ہیڈ کوارٹر بھجوا دیا۔

خون میں نہایا ہوا شیر خان اپنی زندگی کے آخری سانس لے رہا تھا۔ اس کے خون کی خوشبو اردگرد کی فضا کو معطر کر رہی تھی۔ اس کے چہرے پر ایک عجیب بانکپن اور مسکراہٹ تھی۔ اتنا خون بہنے کے باوجود اس کی آنکھوں میں جگنو چمک رہے تھے۔ وہ انتہائی خوش تھا کہ وہ اپنی مہم مکمل کر چکا ہے۔ رات اپنی مسافت ختم کر چکی تھی۔ موذن نے صبح کی اذان دی--- جب موذن نے اللہ اکبر--- اللہ اکبر--- کی پکار دی--- تو اپنے اللہ کا نام سن کر شیر خان کے چہرے پر اک مسکراہٹ پھیل گئی اور اس لطیف مسکراہٹ کے ساتھ ہی اس کی لطیف روح قفس عنصری سے پرواز کر کے سوئے جنت روانہ ہو گئی--- وہ جنت---

جہاں حوریں اس کے انتظار میں بے قرار ہوئی جا رہی تھیں---

جہاں جنت کی بہاریں اس کے لیے چشم براہ تھیں---

جہاں کوثر و تسنیم بہتی ہیں---

جہاں مشک و عنبر سے لبریز ہوائیں چلتی ہیں---
جہاں جنتیوں کے لیے تختوں پر گاؤ تکئے بچھائے جاتے ہیں---
جہاں ہر خواہش لب پر آنے سے پہلے پوری ہو جاتی ہے---
جہاں شہیدوں کا استقبال کیا جاتا ہے---

جب تک جلیں نہ دیپ شہیدوں کے لہو سے
سنتے ہیں کہ جنت میں چراغاں نہیں ہوتا

پہاڑ کی کھوہ میں شیر خان کے مقدس ہاتھوں سے ۹۳ کا ہندسہ لکھا ہوا موجود تھا---
لیکن شیر خان تو سات مزید کافر جہنم رسید کر کے اپنی سینچری مکمل کر چکا تھا۔ کاش کوئی وہاں جا کر ۹۳ کے عدد کو مٹا کر ۱۰۰ لکھ دے تاکہ پہاڑ کو بھی پتہ چل جائے کہ اس کی دھرتی کا بیٹا اپنی سینچری مکمل کر چکا ہے۔